مزاراتِ اولیاء کے قُرب
میں
دفن ہونے کے فوائد
مُفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
مُفتی محمد فیض احمد اُویسی
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﷺ

مزاراتِ اولیاء کے قرب میں دفن کے فوائد

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

اللہ والوں کے ساتھ موت کے بعد قرب کا حکم قرآنِ مجید کی متعدد آیات میں ہے اور اللہ تعالیٰ بندوں کو فرماتا ہے کہ یوں التجا کرو: ''تَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ'' (پارہ۴،سورۃ آلِ عمران،آیت ۱۹۳)

ترجمہ: ''(اے اللہ) ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر۔''

اور یہی طریقہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہے سیدنا یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا قرآن مجید میں یوں ہے:

''تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِمًا وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ'' (پارہ۱۳،سورۃ یوسف،آیت ۱۰۱)

ترجمہ: اے اللہ مجھے مسلمان اُٹھا اور اُن سے ملا جو تیرے قُربِ خاص کے لائق ہیں۔

اس طرح کی متعدد آیات ہیں جنکی تفصیل کی ضرورت نہیں یہ ان لوگوں کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے کافی ہیں کہ مرنے کے بعد کوئی بھی کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا خواہ وہ نبی ہو یا ولی انکا یہ کلیہ محض ضد اور مذہبی تعصب کی بناء پر ہے ورنہ قرآن مجید کے مضامین سے بڑھ کر کوئی دلیل نہیں لیکن اس کے باوجود فقیر چند دلائل احادیث اور آثار صحابہ اور اطوار اسلاف رضی اللہ عنہم پیش کر رہا ہے۔

﴿احادیث مبارکہ﴾

۱۔ عَنۡ أَبِی هُرَیۡرَةَ،قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ :اَدۡفِنُوا مَوۡتَاکُمۡ وَسۡطَ قَوۡمٍ صَالِحِینَ ا لخ

(جامع الصغیر،جلد۱، صفحه۱۵، مطبوعه بیروت)

(شرح الصدور، صفحه۲٤) (طحطاوی، صفحه٤٧٦، مطبوعه ایران)

یعنی حضرت ابو ہریرہ، حضرت علی مرتضٰی شیرِ خدا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث شریف مروی ہے کہ حضور پرنور (علیه التحیه و التسلیم) نے ارشاد فرمایا کہ اپنے اموات (وفات ہونے والا) کو نیک اور صالح لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ فوت شدہ کو بُرے ہمسائے سے اس طرح تکلیف ہوتی ہے جس طرح زندہ کو بُرے ہمسائے سے تکلیف ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم نورِ مجسم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اس دارِ فانی (دنیا) سے انتقال کر جائے تو اسے کفن اچھا دو اور اس کی وصیت جلد پوری کر دو اور اس کی قبر گہری کھودو اور اس کو بُرے پڑوسی سے علیحدہ رکھو۔

۲۔ قِيْلَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، وَهَلْ يَنْفَعُ الْجَارُ الصَّالِحُ فِي الآخِرَةِ ؟ قَالَ :وَهَلْ يَنْفَعُ فِي الدُّنْيَا ؟ قَالُوا :نَعَمْ .قَالَ :كَذٰلِكَ يَنْفَعُ فِي الآخِرَةِ ۔

(فيض القدير،الجزء١،الصفحة٢٩٧،دار الكتب العلمية بيروت -لبنان)

(كشف الخفاء ،الجزء١،الصفحة٧٢،الحديث١٦٩)

(سلسلة الأحاديث الصحيحة المجلدات الكاملة،الجزء١٣،الصفحة١)

(جامع الصغير،جلد١، صفحه١٥، مطبوعه بيروت)

(شرح الصدور، صفحه٢٤) (طحطاوى،صفحه٤٧٦، مطبوعه ايران)

یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) کیا نیک ہمسایہ آخرت میں بھی فائدہ ہے؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا کیا دنیا میں فائدہ ہے؟ عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا اسی طرح آخرت میں بھی فائدہ دیتا ہے۔

ابوسلمۃ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث روایت ہے کہ اپنے فوت شدگان کو اچھا کفن دو، نوحہ (رونے)، وصیت میں تاخیر کرنے سے اور قطع رحمی سے میت کو تکلیف نہ دو۔

۳۔ كما قال :وَعَجِّلُوا بِقَضَاءِ دَيْنِهِ ، وَاعْدِلُوا عَنْ جِيرَانِ السَّوْءِ ۔

(جامع الصغير، جلد١، صفحه١٥) (شرح الصدور،صفحه٢٤)

(الفردوس بماثور الخطاب،جلد١،صفحه٩٨،الحديث١٠٨،دارالكتب العلمية بيروت)

یعنی چنانچہ فرمایا اور اس کا قرض بھی جلدی سے ادا کرو اور اس کو بُرے پڑوسی سے بچاؤ۔

فائدہ: مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ جو لوگ بوقت انتقال وصیت کرتے ہیں کہ مجھے فلاں ولی کے آستانہ میں دفن کیا جائے اسکی اصل اور دلیل یہی احادیث مبارکہ ہیں بلکہ یہ تو جلیل القدر اور مقبول درگاہِ رسالت مآب (علیہ التحیۃ و التسلیمات) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے ان کی دعائیں اور وصیتیں بھی یہی ہیں کہ ہمارا مدفن بھی مدینہ منورہ اور پہلوئے مصطفیٰ (ﷺ) میں بنے۔

چند نمونے ملاحظہ ہوں:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بوقت انتقال وصیت فرمائی کہ مجھے تجہیز و تکفین (آخری رسومات) اور نماز جنازہ کے بعد روضہ رسول خدا (علیہ التحیۃ و الثناء) کے سامنے رکھ کر عرض کرنا یا رسول اللہ (ﷺ) آپکا یارِ غار حاضر ہے اور آپکے پہلوئے مقدس میں دفن ہونے کی تمنا لایا ہے کیا اجازت

ہے؟اگر اجازت مل جائے تو صحیح ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا چنانچہ حسبِ وصیت آ پکو غسل کفن دیکر نمازِ جنازہ پڑھ کر گنبدِ خضرا کے سامنے رکھ دیا گیا اور حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا نے عرض کیا" يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ"

(صحیح بخاری، كتاب المناقب،باب قول النبی صلی الله علیه و سلم لو كنت متخذا خليلا،

الجزء ١٢،الصفحة ٦،الحديث ٣٣٩٨)

(صحیح مسلم، كتاب فضائل الصحابة،باب من فضائل عثمان بن عفان،الجزء ١٢،الصفحة ١٢٥، الحديث ٤٤١٧)

یعنی یارسول اللہ (ﷺ) آپ کے رفیقِ غار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہیں۔

آپکے پہلو مقدس میں دفن ہونے کی اجازت مانگتے ہیں (اور انسان العیون میں ہے کہ) "و كان الباب مغلقا بقفل" یعنی روضہ رسول (ﷺ) کے دروازے کو تالا لگا ہوا تھا۔

حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا فرماتے ہیں کہ میں نے ابھی یہ کلمات مکمل نہیں کئے تھے کہ "سقط القفل و انفتح البـــاب" یعنی تالا کھل کر گر گیا اور دروازہ کھولنے والا نظر نہیں آتا تھا اور اندر سے آواز آئی دوست کو دوست سے ملا دو اور دوست دوست کی ملاقات کے لیے مشتاق ہے۔ایک روایت میں ہے جو اندر سے آواز آئی وہ کلام فصیح یہ تھا "ادخلوه و ادفنو عزو كرامة" یعنی میرے دوست کو اندر لاؤ اور عزت اور تعظیم سے دفن کر دو۔

(كنز العمال، جلد ١٢، صفحه١٥٣٨، لعتيق) (شواهد النبة، صفحه ٢٠٠، مطبوعه استنبول)

(انسان العيون، جلد٣،صفحه٣٦٥، مطبوعه بيروت، لبنان)

(جمال الاوليا ء، صفحه٢٩، مصنف اشرف على تهانوى) نيز(تفسير كبير وغيره)

٢۔حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ کی دعا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ ایزدی (اللہ تعالیٰ) میں ایسی دو باتوں کی استدعا (التجا) کی جو اپنی اپنی نوعیت میں منتہائے (انتہائی) فضیلت کی تھیں۔(۱) شھادت (۲) موت مدینہ منورہ میں۔ چنانچہ "صحیح بخاری" میں ہے کہ آپ نے بدیں الفاظ بارگاہِ خداوندی میں دعا مانگی۔

"اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ ، وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ"۔

(صحيح البخارى، كتاب فضائل المدينة،باب كراهية النبى صلى الله عليه و سلم أن تعرى المدينة،

الجزء٦، الصفحة ٤٥٠،الحديث ١٧٥٧،موقع الاسلام)

یعنی اے اللہ! مجھے شھادت نصیب فرما اور حبیب مصطفیٰ (ﷺ) کے شہر (مدینہ منورہ) میں موت نصیب فرما۔

فــائدہ: امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی اے اللہ مجھے اپنے محبوب کے شہر مدینہ منورہ میں موت دے۔ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عام وخاص مکان ووقت میں انتقال کرنا اور دفن ہونا برابر نہیں جیسا کہ ایک ہی عبادت ہو تبدیلِ مکان وزمان سے ثواب میں ترقی واضافہ ہو جاتا ہے، دیکھیں ایک یہ نماز ہے اگر گھر میں پڑھیں تو

اس کا ثواب کچھ ہے اگر مسجد میں با جماعت پڑھیں تو ستائیس نماز کا ثواب ہے وہی نماز ہے اگر جامع مسجد، مسجد حرام یا مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ادا کریں تو اور بھی زیادہ ثواب ہے اسی طرح اگر موت متبرک مکان یا وقت میں آئے تو یہ بھی عام مکان یا وقت کے برابر نہیں بلکہ اس کا خود نبی کریم (علیہ التحیۃ و التسلیم) نے فرق بیان فرمایا ہے۔

امیر المومنین نے کہا اب میں امیر المومنین نہیں رہا اور عرض کرنا کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ دفن ہونے کی آرزو رکھتے ہیں کیا اجازت ہے اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں مجھے دفن کر دینا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی لیکن میں اپنی ذات پر عمر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتی ہوں تمہیں اجازت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اجازت سن کر بہت خوش ہوئے۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ دعائیں، وصیتیں اور آرزو رہیں کہ ہمارا مدفن متبرک مکان بنے جس طرح دنیا میں محبوب خدا (علیہ التحیۃ و التسلیم) سے جدا نہ ہوئے اسی طرح قبر اور آخر میں بھی جدا نہ ہوں۔ (عمدۃ القاری، جلد ۲، صفحہ ۲۵ و انسان العیون، جلد ۳، صفحہ ۳۶۵)

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ: نہ صرف شخصیات مقدسہ کے قرب کے دفن کی آرزو ہوتی بلکہ ان کے متعلقات کو ساتھ لے جانے کی تمنائیں ہوتیں۔ مثلاً:

۱۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کی وصیت: اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس ایسے تبرکات تھے جن کی نسبت محبوبِ خدا، سردارِ انبیاء و اولیاء (علیہ التحیۃ و التسلیم) سے تھی تو ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تبرکات کو قبر و کفن میں ساتھ رکھنے کو سعادت سمجھا چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں یہ تبرکات تھے: ''و کان عندہ ازار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رداوہ و قمیصہ و شئی من شعرہ و اظفارہ''۔

یعنی: رسول کریم (علیہ التحیۃ و التسلیم) کی چادر مبارک، قمیض، کچھ بال اور ناخن مبارک۔

آپ نے وصیت فرمائی میرا اس دارِ فانی (دنیا) سے انتقال ہو جائے تو قمیض مجھے پہنا دینا، چادر میں لپیٹ دینا، بال مبارک میرے منہ اور ناک میں رکھ دینا [۱]۔

[۱] (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، باب المیم والعین، جلد ٤، صفحہ ٣٨٧، مطبوعہ المکتبۃ الاسلامیہ ریاض)

''وَاجْعَلُوا الْقُلَامَةَ مَسْحُوقَةً فِي عَيْنِي ، فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْحَمَنِي بِبَرَكَتِهَ''۔

یعنی: اور ناخن مبارک پیس کر (بطور سرمہ) میری آنکھوں میں ڈال دینا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب، جناب احمد مجتبیٰ (علیہ التحیۃ و الثناء) کے تبرکات کی برکت سے مجھ پر رحم فرمائے گا [۲]۔

[۲] (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، باب المیم والعین، جلد ٤، صفحہ ٣٨٧، مطبوعہ المکتبۃ الاسلامیہ ریاض)

(سیر أعلام النبلاء، الصحابۃ رضوان اللہ علیہم، معاویۃ بن أبی سفیان، الجزء ٣، الصفحۃ ١٦٠، مؤسسۃ الرسالۃ)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاں حضور (ﷺ) کے چند بال مبارک تھے تو انہوں نے بوقت انتقال وصیت فرمائی تھی یہ بال مبارک میری زبان کے نیچے رکھ کر مجھے دفن کر دینا۔

عام قبرستان میں دفن ہونا یا ایسے قبرستان میں جہاں صالحین کے مزارات ہوں یکساں نہیں ہے۔ چنانچہ حضورِ اکرم شفیع معظم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا جس خطہ ارض میں میرے صحابی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگا۔

"کان قائد ھم و نورھم یوم القیامۃ وفی روایۃ فھو شفیع لاھل تلک الارض"

(انسان العیون، جلد ۲، صفحہ ۵۸)

یعنی تو روزِ محشر ان لوگوں کے لئے میرا صحابی رضی اللہ عنہ ان کا قائد اور نور ہوگا ایک اور روایت میں ہے کہ روزِ محشر انکی شفاعت کریگا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ عام قبرستان میں دفن ہونا اور ایسے قبرستان میں دفن ہونا جہاں کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا مزار ہو یکساں نہیں ہے۔ جس خوش نصیب کی قبر ایسے قبرستان میں ہو جہاں کسی صحابی رسول (ﷺ) کا مزار ہے تو اس کے لئے سرورِ دو عالم (علیہ التحیۃ و التسلیم) نے خوش خبری سنادی ہے کہ میرا صحابی رضی اللہ عنہ اس کی شفاعت کریگا (کیونکہ وہ میرے صحابی کے قرب کے وجوار (جوارِ رحمت) میں آ گیا ہے)۔

فقہاء کرام کا نظریہ: جو کچھ فقیر عرض کر چکا ہے وہی فقہاء کرام نے فرمایا چنانچہ (فتاویٰ عالمگیری،، جلد ا، صفحہ ۱۴۴، مطبوعہ بیروت لبنان، جوہرہ نیرہ، صفحہ ۱۴۱، فتاویٰ رضویہ)، نیز دارالعلوم دیوبندیوں کے مفتیوں نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ نیک لوگوں کے مزارات کے قریب دفن کرنا افضل ہے چنانچہ ایک فتویٰ ملاحظہ ہو:

سوال: جو زمین قبرستان کی قیمت دے کر بدمذہب فرقہ اختیارِ تدفین کا رکھتا ہے اس میں معزز حنفی کو دفن کرنا جہاں شیعہ، ہیجڑے وغیرہ وغیرہ دفن ہوں کیسا ہے؟

جواب: بہ ضرورت درست ہے لیکن اگر قرب صالحین نصیب ہو سکے تو اچھا ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد ۵، صفحہ ۳۹۴، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا کہ لفظ رحمت للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ (ﷺ) کی نہیں بلکہ دیگر اولیاء، انبیاء اور علماءِ ربانیں بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۲۱۸، مطبوعہ کراچی)

نوٹ: جب اولیاء اور علماء پر لفظ رحمت للعالمین بول سکتے ہیں اور رحمت للعالمین کا معنی ہے تمام جہانوں کے لئے رحمت

اور قبر بھی ایک عالَم ہے۔تو معلوم ہوا کہ اولیاء اور علماء قبر والوں کے لئے بھی رحمت ہیں اور جس گناہ گار کی قبر ان کے قرب وجوار (جوارِ رحمت) میں آگئی وہ ان کی لئے بطریق اولیٰ (بہتر انداز سے) رحمت ہونگے۔اور مزید اسی صفحہ پر گنگوہی نے لکھا کہ مزارات اولیاء کاملین سے فیض ہوتا ہے مگر عوام کو اس کی اجازت دینا ہرگز جائز نہیں۔اور تحصیل فیض کا طریقہ کوئی خاص نہیں ہے جب جانے والا اہل ہوتا ہے تو اس طرف سے حسبِ استعداد فیضان ہوتا ہے مگر عوام میں ان امور کا بیان کرنا کفر وشرک کا دروازہ کھولنا ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ،صفحہ۲۱۸)

آخری گزارش: فقیر نے بطور اختصار معروضات پیش کئے ہیں۔اگر اس مضمون کو بڑھایا جائے تو ضخیم تصنیف تیار ہوسکتی ہے۔لیکن طویل مضمون پڑھنے والے بہت کم رہ گئے ہیں۔عوام کی رہبری کے لئے اتنا کافی ہے۔فقیر نے عزیزم مولانا صاحبزادہ محمد رشید سبحانی اُویسی سلمہ ربہ کی خاطر یہ مختصر رسالہ لکھا ہے مولیٰ تعالیٰ بجاہِ حبیبہ المصطفیٰ (ﷺ) قبول فرما کر فقیر اور موصوف دونوں کے لئے مؤجبِ مغفرت اور عوامِ اسلام کے لئے مشعل راہ ہدایت بنائے۔ (آمین)

فقط و السلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان۔

۱۴۲۸ھ بروز جمعرات

☆......☆......☆